OPEN ACCESS
*Journal of Islamic & Religious Studies*
*ISSN (Online): 2519-7118*
*ISSN (Print): 2518-5330*
*www.jirs.uoh.edu.pk*

*JIRS, vol.:1, Issue:2, July – Dec 2016,*
*DOI: 10.36476/JIRS.1:2.12.2016.07, PP:109-119*

# ذخیرہ اندوزی سے متعلق ہندومت، یہودیت اور اسلام کے احکام کا جائزہ

# *Hoarding Concept according to Hinduism, Judaism and Islam*

***محمد انیس**
پی ایچ-ڈی سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیس سٹڈیز ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
****ڈاکٹر عرفان اللہ**
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں، ghunza_2011@yahoo.com

**ABSTRACT**

Hoarding is considered (*Ihtikar*) very abhorring and objectionable. It is the practice of keeping something in store and not bringing the same to the market so that prices may rise owing to this artificial dearth of supply in the market. Each religion of the world has agriculture rules. In these, rules about Hoarding play an important role. In non Semitic religions Hinduism is the largest religion of the world. Similarly in Semitic religions Islam is the second and Judaism is considered in third stage. All these three religions and there followers have good relation with agriculture .But among this, Islamic rules considers one of the best rules in the world. Because Hinduism agriculture rules affected by cast system and the other side Judaism rules is affected by customs and traditions. But still there are some points on which Hinduism, Judaism and Islam are completely supporting each others. Hoarding rules is one of them. This paper is consisting on hoarding rules in Hinduism, Judaism and Islam.

**Key words:** *Hinduism, Judaism and Islam, Hoarding Rules.*

## تمہید

ذخیرہ بندی سے عموماً تجارتی اور دوسرے ضروریات کی اشیاء کو مستقبل کے لئے محفوظ کرنا مراد لیا جاتا ہے۔عام طور پر کھانے کی اشیا کو گل سڑنے سے بچانے کے لئے مختلف طریقوں یعنی خشک کرکے یا مختلف قسم کے پیکٹوں میں بند کرکے ذخیرہ کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جدید طریقوں سے زرعی پیداوار کو معمولی تبدیلی کے ساتھ زیادہ وقت کے لئے تحفظ فراہم کرکے ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔[1]

عام طور پر ذخیرہ اندوزی کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں سے چند صورتیں درجہ ذیل ہیں:

(۱): کوئی شخص اپنی زمین کی فصل کو روک رکھے اور فروخت نہ کرے تو یہ جائز ہے لیکن اس صورت میں گرانی اور قحط کا انتظار کرنا گناہ ہے۔ اگر لوگ تنگی میں مبتلا ہو جائیں تو اس کو اپنی ضرورت سے زائد غلہ فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۲): دوسری صورت یہ ہے جس میں کوئی شخص غلے کو ذخیرہ کرکے قحط کے وقت بازار میں فروخت کے لئے لائے تو یہ صورت حرام ہے۔

(۳): تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ بازار میں اُس چیز کی فراوانی ہو اور لوگوں کو قلّت کا سامنا نہ ہو تو ایسی حالت میں ذخیرہ اندوزی جائز ہے لیکن گرانی کے انتظار میں غلے کو روکنا کراہت سے خالی نہیں۔

(۴): چوتھی صورت یہ ہے کہ انسانوں یا چوپایوں کی خوراک کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا، اس کے علاوہ دیگر چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، جس سے لوگوں کو تنگی لاحق ہو جاتی ہے تو یہ بھی ناجائز ہے۔[2]

**لفظ ذخیرہ کے لغوی معانی و مفہوم:**

اُردو لغت کے اعتبار سے لفظ ذخیرہ سے مراد، ذاخیر، ذخیرہ کرنے والا لیا جاتا ہے۔[3] یعنی اس کا معانی گودام یا خزانہ، جمع پونجی اور انبار وغیرہ ہو سکتے ہیں۔[4] عربی لغت میں ذخیرہ بندی اور سٹوریج کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جس کے معانی و مفہوم بھی جمع پونجی یا کثیر مقدار کے ہو سکتے ہیں۔[5] مطلب غلے کو ذخیرہ کرنا۔

اسی طرح انگریزی لغت میں ذخیرہ اندوزی کے لئے Storage کا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے معانی گنجائش یا وہ رقبہ جس میں پیداوار کو ذخیرہ کیا جاتا ہو۔[6] دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو اُردو لغت کے مطابق لفظ ذخیرہ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جس سے مراد جمع کردہ سامان کے ڈھیر یا ہر وہ شے جو جمع کی جائے، خصوصاً کھانے کی اشیا اناج وغیرہ، اسی طرح وہ جگہ جہاں یہ سامان جمع کیا جاتا ہے گودام کہلاتا ہے۔[7]

الغرض مذاہب ثلاثہ میں ذخیرہ اندوزی سے متعلق قوانین کا یہاں پر مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

**ذخیرہ اندوزی اور ہندومت:**

**أ: ہندومت میں غلے کی حفاظت کے لئے مناجات:**

دنیا کے ہر مذہب نے ذخیرہ اندوزی کے تصور کو اپنے انداز سے بیان کیا ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے بارے میں ہندومت کے مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ابتدا سے غلے کو مختلف قسم کے چھوٹے کیڑے مکوڑوں یعنی حشرات وغیرہ جو غلے کو نقصان پہنچاتے ہیں اُن سے اناج کی بچاو کے لئیے مختلف منتروں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اتھر وید میں ایک جگہ پر کہا گیا ہے کہ "اے کھودنے والے جانداروں اور اے اُڑنے والے کیڑے مکوڑوں اور اے فصل کو چھوٹے چھوٹے کاٹنے والے جانداروں (چوہے وغیرہ) ہمارے اس اناج کو نقصان نہ پہنچاو چلے جاو"۔[8]

مطلب چوہے اور دوسرے جاندار جو اناج کو نقصان پہنچاتے ہیں اُن سے اناج کی تحفظ کے لیئے دعا کی گئی ہے تا کہ ذخیرہ اناج یا کھیت میں تیار فصل کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ ہندومت کے مذہبی قوانین کے مطالعے سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کسی حد تک جائز ہے لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ ذخیرہ اندوزی کی جائے۔ دوسری طرف یجر وید میں بہت جگہوں

پر مال و دولت اور اناج کے بڑھانے اور حفاظت کے لئے دعا کی گئی ہے۔ اناج کی کثرت سے ملنے[9] اور مختلف دیوتاوں سے منتروں کے ذریعے اناج و دولت کی کثرت کی غرض سے تعلق کو ظاہر کیا گیا ہے۔[10]

اسی طرح آسمان وزمین اور پوری کائنات سے دولت کی طلب کے لئیے دعا گو رہنا ہندومت میں شروع سے چلا آرہا ہے۔[11] میدان جنگ میں گھوڑوں کو بیجنے کا اصل مقصد بھی آناج کا حصولقرار دیا گیا ہے۔[12] دوسری طرف سورج دیوتا سے عمر، روشنی اور اولاد کے ساتھدولت، منافع، سونے کے زیورات اور دوسرے سامان وغیرہ کی طلب کے لئے خصوصی دعا مانگی گئی ہے اور بار بار یہی اصرار کیا گیا ہے کہ "ہماری گم شدہ دولت پھر سے ہمیں مہیا ہو جائے"۔[13] ہندومت زندگی کے مختلف مدارج حاصل کرنے کے لئے اناج کو بہادری کا ایک ذریعہ مانتی ہے کہ "آناج کا مالک ہو کر میں سب طبقات کو حاصل کروں اور یہی اناج (نذرانے) مجھے دیوتا کی سامنے بہادر بنائے گا"۔[14]

الغرض زیادہ تر دیوتاؤں کو مال و دولت اور اناج کو اپنی مقصد بنا کر پکارا جاتا ہے شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہندومت میں بہت سے پودوں کو مقدس مانا جاتا ہے جن میں سے ایک پودا" جو" کو بھی شمار کیا جاتا ہے[15] جب کہ دوسری طرف مال و دولت اور ذخیرہ اندوزی کو لالچ قرار دیا گیا ہے اور لالچ کو حکمت عملی سے چھوڑنے کی ہدایت کی گئی ہے۔[16]

**ب: غلے کی ذخیرہ اندوزی کا تصور اور قانون سازی:**

ہندومت راجہ کی ذمہ داریوں میں یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ جہاں پر راجا کا قیام ہو وہاں اُس قلعے میں پھلوں اور فصلوں کو ضرورت کی خاطر ذخیرہ کرنے کے لئے علٰحیدہ علٰحیدہ گودام ہونے چاہئیے۔[17] اسی طرح اگر جنگ کے دوران سونا، چاندی یا سیسہ وپیتل کے علاوہ اگر اناج کسی نے قبضے میں لیا ہو تو جس نے فتح کیا ہو اُس کو ملے گا البتہ راجا کا مخصوص حصہ دینا ہوگا۔[18] اس کے ساتھ راجہ کو محفوظ چیزوں (ذخیرہ) کے بڑھانے کی ترغیب دے دی گئی ہے لیکن ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "قحط کی صورت میں دان کی تقسیم کو یقینی بنائیں"۔[19] ہندومت کے مذہبی قوانین میں اس بات کا درس بھی دیا گیا ہے کہ محصول تھوڑا سہی لیکن اس کے حصول کو یقینی بنایا جائے گا اور اس حصول میں زمین کی عمدگی اور غیر عمدگی کو مد نظر رکھا جائے گا۔[20]

ہندومت محصول کے حصول میں غریب لوگوں سے بھی جتنا ممکن ہو محصول لینے پر زور دیتا ہے۔[21] دوسری طرف غلے کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے (کیڑے وغیرہ) اناج میں زہر اور بیماری کو فنا کرنے والی چیزوں کے استعمال کا ذکر آیا ہوا ہے۔[22] اناج کی ذخیرہ اندوزی کے بارے میں راجہ کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ اگر اس کے پاس کوئی زر نہ ہو لیکن جو چیز لینے کی اُس کی قابلیت نہ ہو راجہ اُس کو ہرگز نہ لے اور اسی طرح جو چیز چھوٹی ہو (یعنی قیمت میں کم) لیکن لینے کے قابل ہو اُس کو نہ چھوڑ دیا جائے۔[23]

**ج: اچھے راجا کی خصوصیات:**

ہندومت کے مطابق ایک اچھا راجہ وہ تصور ہوتا ہے جو وسائل کو حاصل کرنے، انہیں محفوظ رکھنے، بڑھانے، اور اسی طرح بڑھوتری کے فوائد کو مستحقوں میں تقسیم کرنے کا طریقہ کار سمجھتا ہو۔ 24 تب وہ زندگی میں بخشش، دولت اور خواہش، تینوں کا مساوی طور پر لطف اُٹھا سکتا ہے۔ لگان لینے کے سلسلے میں وہ نئی زمینوں کی آبادکاری کے وقت یا ہنگامی حالات میں لگان معاف کرے گا تاکہ زرعی لحاظ سے ملک ترقی کرے۔ 25 ضرورت کے مطابق قلعے کے اندر تیل، غلہ، دوائیں وغیرہ اتنی مقدار میں ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے کہ برسوں کے لئے کافی ہوں اور کوئی کمی محسوس نہ ہو۔ 26 دوسری طرف راجا کے لئیے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے ساتھ ذخیراندوزی کے سلسلے میں سرکاری ملازموں کے کردار کی بھی چھان بین کرے تاکہ

جن چیزوں کی مستقل ملک میں مانگ موجود ہو اور ان کی تقسیم کے لئے وقت کی کوئی قید بھی موجود نہ ہو، تاکہ اُس مال کی ذخیرہ اندوزی نہ کی جاسکے۔اسی طرح سرکاری مال کو چھوٹے فروخت کاروں کے ذریعے مختلف منڈیوں میں مقررہ قیمت پر فروخت کرنے کی تاکید ملتی ہے تاکہ ہر کسی کو ضرورت کی اشیا مناسب مقدار اور مناسب قیمت پر مل سکے۔[27]

**ح: قحط کی صورت میں:**

زراعت کے نگران کو موسم اور پانی وغیرہ کی حالت کو دیکھ کر کاشت کاری کرنے کا حکم دینے پر زور دیا گیا ہے۔[28] اسی طرح قحط کی صورت میں یہ واضح حکم دیا گیا ہے کہ راجہ مہربانی سے پیش آکر لوگوں کو خوراک مہیا کرے اور اپنے خوراک کے ذخیرہ کو تقسیم کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کا جمع کیا ہوا ذخیرہ بھی تقسیم کرے دوسری طرف راجا دوست ریاستوں سے قحط میں مدد بھی مانگ سکتا ہے۔[29] اسی طرح خالی خزانے کو بھرنے کے لئے راجا کسانوں پر زور دے گا کہ وہ گرمیوں کی فصل اُگائیں۔جب کہ جنگ سے حاصل ہونے والی املاک میں زمین کو ترجیح دینے پر زور دیا گیا ہے جو ضرورت کے وقت قحط کے مسئلے کو حل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔[30]

**د: جرمانے کا تصور:**

ہندومت ذخیرہ اندوزی کی صورت میں (چھپانے کی شکل میں) کسان سے آٹھ گنا جرمانہ وصول کرتا ہے جب کہ دوسرے کی کھیت سے چرانے کی صورت میں ۵۰ گنا وصول کرنے کا حکم دیتا ہے اگر چرانے والا اُسی ذات کا ہو۔البتہ اگر چرانے والے کا تعلق دوسرے ذات سے ہو تو اُسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[31]

الغرض ہندومت ذخیرہ اندوزی کے خلاف ہے۔ اصل مقصد راجا کا رعایا کی خدمت کرنا ہے۔ گو کہ قوانین میں کہیں نہ کہیں انصاف کو نظر انداز کیا گیا ہے لیکن رعایا کی خدمت کے واسطے ہندومت کی قوانین راجا کو مکمل اختیار فراہم کرتے ہیں۔

**ذخیرہ اندوزی اور یہودیت:**

**اَ: تورات اور ذخیرہ اندوزی کا تصور:**

جب ہم ذخیرہ اندوزی کے بارے میں عہد نامہ قدیم پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ذخیرہ اندوزی کے بارے میں چند ایسے واقعات ملتے ہیں جس سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ آیا یہودیت میں واقعی ذخیرہ اندوزی جائز ہے؟مثال کے طور پر حضرت یوسفؑ کا واقعہ جو تورات میں پیش کیا گیا ہے کہ "اور وہ لگاتار ساتوں برس ہر قسم کی خورش جو ملک مصر میں پیدا ہوتی تھی جمع کر کے شہروں میں اُس کا ذخیرہ کرتا گیا"۔

اور مزید کہا گیا کہ "یوسف نے غلہ سمندر کی ریت کی مانند نہایت کثرت سے ذخیرہ کیا یہاں تک کہ حساب رکھنا بھی چھوڑ دیا کیونکہ وہ بے حساب تھا"۔[32]

لہٰذا تورات کے مطالعے سے کچھ قوانین بظاہر ایسے ملتے ہیں جو ذخیرہ اندوزی کی طرف راہ ہموار کرتے ہیں جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ وہ غلے کی کثیر مقدار کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔دوسری طرف شاید یہودیت میں ذخیرہ اندوزی مصر والوں کی تہذیب کی وجہ سے سرائیت کر چکی ہے کیونکہ وہاں اسرائیلیوں پر بیگار لینے والے مقرر کئے گئے تھے اور اُن سے ذخیرہ کے لئیے شہر بنائے گئے تھے۔[33] لیکن دوسری طرف عہد نامہ قدیم میں جگہ جگہ ساتویں سال وغیرہ

کے احکامات کا ذکر ملتا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ "چھ برس تو اپنی زمین میں بونا اور اُس کا غلہ جمع کرنا اور ساتویں برس اُسے یوں ہی چھوڑ دینا"۔[34]

اس کے ساتھ مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ

"چھٹے برس ایسی برکت تم پر نازل کروں گا کہ تینوں سال کے لئے غلہ کافی پیدا ہو جائے گا اور آٹھویں برس پھر جوتنا بونا اور پچھلہ غلہ کھاتے رہنا بلکہ جب تک نویں سال کے بوئے ہوئے کی فصل نہ کاٹ لو اُس وقت تک وہی پچھلہ غلہ کھاتے رہو گے"۔[35]

اس کے ساتھ مزید یہ بھی کہا گیا "اور غلے میں تم اتنے خود کفیل ہو جاوگے کہ تم بہت سے قوموں کو قرض دوگے پر تجھ کو اُن سے قرض لینا نہیں پڑے گا یہ اللہ تعالیٰ کا تم سے وعدہ ہے"۔[36]

**ب: یہودی فقہ میں ذخیرہ اندوزی کا تصور اور قانون سازی:**

عہد نامہ قدیم کے بعد مشنا کے قوانین میں ذخیرہ اندوزی سے متعلق کئی قوانین کا ذکر آیا ہوا ہے۔ مشنا میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ واجب الادہ حصوں کی ادائیگی کو لازمی عملی جامعہ پہنایا جائے گا، اس کے بعد باقی ماندہ پیداوار کو اپنی ذاتی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔[37]

لیکن دوسری طرف ذخیرہ شدہ اناج کو تحفظ فراہم کرنے کے لئیے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اناج کو مختلف حالتوں میں جیسے بارش کے موقع پر اُوپر سے ڈھانپا جائے گا تاکہ اناج کو محفوظ بنایا جاسکے۔[38] گو کہ بظاہر یہودیت میں ایک طرح سے ذخیرہ اندوزی کی رہنمائی کی گئی ہے لیکن حقیقت میں یہودیت ذخیرہ اندوزی کے سخت خلاف ہے۔ مشنا کے قوانین میں ایک قانون یہ بھی ملتا ہے کہ سبت کے موقع پر سارے غلے کو جس کی دہ یکی ادا کی گئی ہو اُس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے لیکن جس اناج کی دہ یکی ادا نہیں کی گئی اُس کو دہ یکی سے پہلے ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اناج کو خالص یا پاکی فراہم کرنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ اس سے پہلے اُن حصوں کی ادائیگی کو لازمی ادا کیا جائے جو واجب الادہ ہوتے ہیں۔[39] یہودیت غلے کی تجارت میں اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ سوداگر تجارت کی غرض سے بڑے گوداموں سے غلہ خرید سکتا ہے چھوٹے گوداموں سے نہیں۔ البتہ خریدنے کے بعد چھوٹے گوداموں میں اس کو ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔[40]

الغرض ان قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ضرورت کی حد تک یہودیت ذخیرہ اندوزی کی اجازت دیتا ہے لیکن ضرورت کے لئیے جمع کرنے والے غلے سے پہلے ادائیگی (دہ یکی 1/10) لازمی قرار دے دی گئی ہے، اس ادائیگی کے بعد وہ اناج استعمال کے قابل ہو سکتا ہے۔

**ذخیرہ بندی اور اسلام:**

**اَ: قرآنی تعلیمات کے مطابق ذخیرہ اندوزی کا تصور:**

ہندومت اور یہودیت کی طرح دین اسلام بھی ذخیرہ بندی کے خلاف ہے لیکن دوسری طرف اگر یہی ذخیرہ اندوزی قرآن و حدیث کی روشنی میں کی گئی ہے تو دین اسلام اس کی اجازت بھی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام کسی چیز کو آئندہ مہنگا بیچنے کے لئے روک لینے کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔[41] قرآن مجید نے اس عمل کو بھڑکتی ہوئی آگ سے تشبیہ دی ہے جو انسان کی کھال کھینچنے والی آگ ہے۔[42] کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نفع مومن کے لئے کافی ہے۔

(بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکُمْ إِن کُنتُم مُّؤْمِنِینَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَیْکُم بِحَفِیظٍ )[43]

یعنی "اللہ تعالی کا حلال کیا ہوا جو بچ رہے تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو، میں تم پر کچھ نگہبان (اور داروغہ) نہیں ہوں"۔

دوسرے مقام پر قرآن واضح الفاظ میں ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے پاس ہی جائیں گے[44] اوران لوگوں کی غلطی یہ ہو گی کہ انہوں نے مال کو جمع کیا اور بند کر رکھا۔[45] پھر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ عطا کیا ہوا مال فتنہ ہے اور بُخل مہنگا پڑنے والی چیز ہے۔

(وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ یَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰہُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَیْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَیُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۗ وَلِلّٰہِ مِیرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِیرٌ)[46]

یعنی "جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ باطل طریقے سے اموال کو کھانے والے شخص کو سخت عذاب دیا جائے گا۔

(یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنَّ کَثِیرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَأْکُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّونَ عَن سَبِیلِ اللّٰہِ ۗ وَالَّذِینَ یَکْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنفِقُونَهَا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِیمٍ۔ یَوْمَ یُحْمَیٰ عَلَیْهَا فِی نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوَیٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِأَنفُسِکُمْ فَذُوقُوا مَا کُنتُمْ تَکْنِزُونَ )[47]

یعنی "اے ایمان والو! اکثر علما اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو"۔

**ب: احادیث اور ذخیرہ اندوزی کا تصور:**

قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث مبارکہ میں بھی ذخیرہ اندوزی کے بارے میں سخت وعید آئی ہوئی ہے۔ گرانی کے وقت غلہ خرید کر اس کو رکھ چھوڑنا کہ جب بہت گراں ہو گا تو بیچیں گے، اگر ارزانی کے وقت خرید کر رکھ چھوڑے، تو یہ ذخیرہ اندوزی میں شمار نہیں ہو گا۔[48] احتکار کی لغوی معانی ذخیرہ اندوزی سے گراں نرخ پر چیزیں فروخت کرنا کہلاتا ہے جس کی دین اسلام میں اجازت نہیں۔[49] حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ

(عَنْ سَالِمٍ،[50] عَنْ أَبِیهِ - رضی اللہ عنہ - قَالَ رَأَیْتُ الَّذِینَ یَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً یُضْرَبُونَ عَلَی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ یَبِیعُوهُ حَتَّی یُئْوُوهُ إِلَی رِحَالِهِمْ . )[51]

یعنی "سالم نے، اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان لوگوں کو دیکھا جو اناج کے ڈھیر (بغیر تولے ہوئے محض اندازہ کرکے) خرید لیتے ان کو مار پڑتی تھی۔ اس لیے کہ جب تک اپنے گھر نہ لے جائیں نہ بیچیں"۔

یعنی غلہ ابھی تک موجود نہیں تھا جو دو ماہ بعد ملے گی اور روپیہ کے بدلے روپیہ بک رہا تھا۔ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں۔(قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَقْبِضَہُ) [52]

یعنی "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھی کوئی غلہ خریدے تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ بیچے"۔

لہٰذا اسلام ذخیرہ اندوزی کی مکمل مخالفت کرتا ہے۔

**ج: فقہا کی نظر میں ذخیرہ اندوزی کا مفہوم:**

فقہا کے نزدیک احتکار کی مکمل تفسیر بیان کی گئی ہے۔ مالکیہ کے ہاں احتکار ذخیرہ اندوزی کو کہتے ہیں تاکہ بازار کے حالات بدل جانے پر بیچ کر نفع کمایا جائے حالانکہ خوراک کے لئے ذخیرہ کرنا ذخیرہ اندوزی نہیں۔[53] جب کہ حنفیہؒ کے ہاں احتکار، حکر کا مصدر ہے جس کے معنی روکے رکھنا، یعنی مہنگائی کے انتظار میں کسی چیز کو روکے رکھنا، یہ احتکار کہلاتا ہے۔یعنی خوراک کو مہنگائی کے انتظار میں روکے رکھنا اس ضمرے میں شامل ہے۔[54] اسی طرح اہل شوافع کے ہاں مہنگائی کے وقت خریدی ہوئی چیز روکے رکھنا، تاکہ جب ضرورت زیادہ شدید ہو جائے تو مہنگے داموں فروخت کرے، ذخیرہ اندوزی کہلاتا ہے۔لہٰذا سستے وقت میں خریدی ہوئی چیز کو روکے رکھنا یا اس چیز کو روکے رکھنا جس کو مہنگائی کے وقت خریدا گیا تھا تاکہ اُس قیمت پر آگے بیچ دے، یہ سب صورتیں ذخیرہ اندوزی میں شمار نہیں ہوں گی۔[55] حنابلہ کے ہاں حرام احتکار وہ ہے جس میں تین شرطیں پائی جائیں:

۱: خرید کر ذخیرہ کیا ہو نہ کہ باہر سے لا کر ذخیرہ کیا ہو۔

۲: خریدی ہوئی چیز ایسا اناج ہو جو خوراک کے طور پر استعمال ہوتا ہو۔

۳: اس کے خریدنے سے لوگوں پر تنگی ہو مطلب جہاں کے رہنے والوں پر اس کی وجہ سے تنگی ہو اور تنگ حالات میں یہ ذخیرہ اندوزی کی گئی ہو۔[56]

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ احتکار تنگی اور ضرورت کے وقت پر ہوتا ہے نہ کہ خوشحالی کے وقت، اور یہ عام طور پر چھوٹے شہروں میں کیا جاتا ہے۔اس سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔اپنی ذاتی زمین کا غلہ روکنے والا جو خالصتاً ان کا ذاتی حق ہو، ذخیرہ بندی میں شمار نہیں ہوتا۔علما کا اس پر اتفاق ہے کہ احتکار ان چیزوں میں حرام ہے جو انسانی غذا ہو۔حنفیہؒ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس بات پر اتفاق ہے کہ خوراک کا احتکار کراہت سے خالی نہیں ہے۔[57] اسی طرح تجارتی قافلوں سے تجارتی سامان لیکر شہر میں مہنگے داموں بیچنا بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے۔[58] اگر شہر والوں کے لئے نقصان دہ نہیں تو کوئی حرج نہیں لہٰذا جس نے ذخیرہ اندوزی کی تاکہ مسلمانوں پر مہنگے داموں پر فروخت کرے، تو یہ کام غلط تصور کیا جائے گا اور جس نے مسلمانوں پر مہنگائی کی خاطر نرخ میں دخل اندازی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو لازمی طور پر آگ کے بہت بڑے آلاو میں بیٹھائے گا۔[59]

حنفیہؒ کے نزدیک احتکار کرنے والوں کو قاضی کی طرف سے حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی ذاتی اور گھر والوں کی ضرورت سے زیادہ خوراک بیچ ڈالے اگر بار بار کہنے کے باوجود نہیں مانتا تو اُن کو گرفتار کرکے اس غلے کو بازار کے نرخ کے مطابق فروخت کیا جائے گا۔[60] جب کہ مالکیہ کے ہاں بھی یہی حکم دیا گیا ہے کہ حاجت مندوں کو اُسی قیمت پر بیچ دیا جائے گا۔[61] حنفیہؒ مسلک نے اس پر مزید اضافہ کرکے حکم صادر کیا ہوا ہے کہ اگر حاکم کو کسی شہر والوں کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو وہ ذخیرہ اندوزوں سے خوراک لیکر لوگوں میں تقسیم کر سکتا ہے۔[62] شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک حاکم لوگوں کے نرخ مقرر نہیں کر سکتا بلکہ لوگ اپنی مرضی سے مال

فروخت کریں گے۔[63] جب کہ حنفیہؒ اور مالکیہ نے حاکم کو نرخ مقرر کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ لوگوں سے ضرر کو دور کیا جا سکے۔[64]

الغرض دین اسلام ذخیرہ اندوزی کے خلاف مکمل تفصیل بیان کرتا ہے۔ ذخیرہ اندوزی کی مختلف صورتوں کو واضح انداز میں بیان کرکے یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ ذخیرہ اندوزی کیا ہے؟ اس کی روک تام کیسے کی جاسکتی ہے؟ اور اس کے خلاف کیسے کاروائی کی جاسکتی ہے؟۔

لہٰذا اپنی پیداوار کو اپنی ضرورت کے لئے روکنا احتکار نہیں ہے بلکہ دوسروں کے ہاتھ بیچنے کے لیے گرانی کے انتظار میں روکنا احتکار ہے اور حکومت اس کو اپنے مقرر کردہ بھاؤ پر بیچنے کے لئے مجبور کرسکتی ہے۔[65]

**خلاصہ بحث:**

الغرض ادیان ثلاثہ میں ہندومت کے قوانین میں کچھ تضادات جیسے جرمانے کی ادائیگی میں عدم انصاف کا ہونا ایک طرف ذخیرہ اندوزی کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن پھر بھی ادیان ثلاثہ میں ذخیرہ اندوزی کے سلسلے میں یہ بات مشترکہ پائی جاتی ہے کہ تینوں ادیان ذخیرہ اندوزی کی مخالفت پر زور دیتے ہیں۔ تینوں ادیان اس بات پر متفق ہیں کہ پیروکاروں کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر حال میں ذخیرہ اندوزی کی مخالفت کی جائے گی۔ آسمانی آفات کے سلسلے میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ حکومت ہر حال میں موجود ذخائر کو مدنظر رکھتے ہوئے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے حکمت عملی وضع کرے گی جب کہ وسائل کو تحفظ اس لئے بھی دیا جائے گا تاکہ حادثات کی صورت میں ان وسائل کو بروئے کار لا کر عوام کو آرام پہنچایا جاسکے۔

---

## حواشی و مصادر (References)

[1] The New Encyclopedia BritannicaEncyclopedia Britannica Inc,Chairman Board of Directors ,*Robert P.Gwinn , President ,Charles E.Swanson ,Editor in Chief ,Philip W Goetz* , , Volume, 19, page, 89,Printed in USA,Chicago,Auckland ,Geneva,London,Manila ,Paris ,Rome,Fonded,1768 ,15th Edition., Ibid, Volume, 11, page, 290..

[2] فقہ حنفی قرآن وسنت کی روشنی میں، ترجمہ تحقیق وترتیب، مولانا خالد، مفتی عبد العظیم، مولانا محمد انس، جلد دوم، ص۳۹۱، ادارہ اسلامیات پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپوٹر لاہور، اشاعت ۲۰۰۸

قاموس الفقہ، تالیف مولانا خالد سیف اللہ، جلد دوم، ص،۳۹، زمزم پبلشرز نزد مقدس مسجد اُردو بازار کراچی، اشاعت، ۲۰۰۷

[3] فیروز اللغات (فارسی اردو) مرتب مقبول بیگ بدخشانی، ایڈیٹر ڈاکٹر وحید قریشی، ص،۴۴۴، فیروز سنز پرائیوٹ لمیٹڈ لاہور کراچی راولپنڈی، بار اول، ۲۰۰۴م

[4] قاموس مترادفات، وارث سرہندی، ص،۶۳۹، اردو سائنس بورڈ ۲۹۹، اپر مال لاہور، طبع اول اگست ۱۹۸۶م

[5] المورد الحدیث، قاموس انکلیزی، ص،۷۱۵، دار العلم للملایین شارع مار الیاس، بنایۃ متکو الطابق الثانی بیروت لبنان، ۲۰۰۹م

[6] The Oxford English Dictionary, *J.A.Simpson and E.S.C.Weiner*, , Volume, XVI, page, 787Clarendon Press Oxford, 1989, Second Edition..

[7] اُردو لغت (تاریخی اُصول پر) مدیر اعلیٰ، ڈاکٹر مولوی عبد الحق (مرحوم) ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ) کراچی، جنوری ۱۹۹۰، جلد دہم، ص،۲۹۱

[8] Oriental series ,Atharva-veda samhita, vol, 7,book,vi,50,V,2,page,318Motilal Banarsidass delhi,Varanasi,Patna,oxford university press,1897.....

[9] یجروید اردو ترجمہ مولوی عبد الحق، ادھیائے ا، اشلوک ۱۱، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۹۲۷ء

[10] ایضاً، ادھیائے ۵، اشلوک ۹

[11] ایضاً، ادھیائے ۵، اشلوک ۱۹

[12] ایضاً، ادھیائے ۹، اشلوک ۱۹

[13] ایضاً، ادھیائے ۱۲، اشلوک ۷، ۸، ۱۰، ۱۱۲

[14] ایضاً، ادھیائے ۱۸، اشلوک ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲،

[15] -Hymns of the Atharva-veda, book ,vi,91,V,1,2,3,Barly and water as universal remedies. sacred books of the east ,edited by *F.Max Muller* ,vol,xlii,Motilal banarsidass Delhi ,Varanasi Patna,2nd print,1967

[16] منوسمرتی، مالودھرم، شاستر بھرگ سنگھتا، سنسکرت مع ترجمہ اردو، مرتب لالہ سوامی دیال صاحب، ادھیائے ۷، اشلوک ۴۹، مطبع منشی نول کشور مقام کانپور میں طبع ہوئی، بار دوم، ت ن،

[17] ایضاً، ادھیائے ۷، اشلوک ۷۶

[18] ایضاً، ادھیائے ۷، اشلوک ۹۶

[19] ایضاً، ادھیائے ۷، اشلوک ۹۹، ۱۰۱

[20] ایضاً، ادھیائے ۷، اشلوک ۱۲۹، ۱۳۰

[21] ایضاً، ادھیائے ۷، اشلوک ۱۳۷

[22] ایضاً، ادھیائے ۷، اشلوک ۲۱۸

[23] ایضاً، ادھیائے ۸، اشلوک ۳۸، ۱۷۰

[24] ارتھ شاستر (آچاریہ کوتلیہ چانکیہ کی رموز سیاست و حکمرانی پر عالمی شہرت یافتہ کتاب) کا مکمل اردو اور انگریزی ترجمہ)، باب ۱، جزو ۴، ٹیکساس پرنٹرز یونیورسٹی روڈ کراچی ۱۹۹۱ء

[25] ایضاً، دوسرا باب، جزو ۱

[26] ایضاً، دوسرا باب، جزو ۴

[27] ایضاً، دوسرا باب، جزو ۱۶

[28] ایضاً، دوسرا باب، جزو ۲۴

[29] ایضاً، چوتھا باب جزو ۳

[30] ایضاً، باب ۵، جزو ۲،

[31] ایضاً، باب ۵، جزو ۲،

[32] پیدائش، باب ۴۱، ایت ۴۸، ۴۹، بائبل سوسائٹی لاہور

[33] خروج، باب ۱، ایت ۱۱

[34]ایضاً، باب ۲۳، ایت، ۱۰

[35]احبار، باب ۲۵، ایت، ۲۱، ۲۲

[36]استثنا، باب ۱۵، ایت، ٦

[37]Mishnayoth vol, 1, Zeraim, tractate, Berachoth, chapter, 1, mishnah,1.The Judaica press INC, New York, 1963….

[38]-Mishnayoth vol,ii,Order moed,tracate,Betsah,by Philip Blackman,chapter,5,mishnah,1,the Judaica press INC,New York,1963…

[39]- Mishnayoth vol,ii,Order moed,tracate,Sabbath,chapter,18,mishnah,1…

[40]Mishnayoth vol, iv, Order Nezikin tractate, Baba Metzia, chapter,4, mishnah,12the Judaica press INC New York,1963….

[41]اسلامی انسائیکلوپیڈیا منشی محبوب عالم، (مکمل دو جلدیں)، احتکار، ص، ۵۲، الفیصل ناشران وتاجران کتب اُردو بازار لاہور اشاعت، ۲۰۰۳

[42]سورہ المعارج، ایت، ۱٦

[43]سورہ ھود، ایت، ۸٦

[44]سورہ المعارج، ایت، ۱۷

[45]ایضاً، ایت، ۱۸

[46]سورہ ال عمران، ایت، ۱۸۰

[47]سورہ التوبۃ، ایت، ۳۴، ۳۵

[48]صحیح بخاری ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی ۱۹۴ھ۔۲۵٦ھ، کتاب البیوع، باب ۵۴، دارلسلام للنشر والتوزیع الریاض۔ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ۔مارس ۱۹۹۹ء

[49]فیروز اللغات، (فارسی اردو) ص، ۲۸

[50]سالم تابعین میں سے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ کے فرزند تھے ابو عمران ان کی کنیت تھی قریشی عدوی مدنی ہیں۔فقہائے مدینہ کے سرخیل ہیں ۱۰٦ھ میں مدینہ میں وفات پائی، صحیح بخاری ترجمہ اردو، حضرت مولانا محمد داود راز، جلد ۳، باب، ۵۴، ص، ۳۲۳ مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور مارچ ۲۰۰۱م

[51]صحیح بخاری باب ۳۴، کتاب البیوع، باب ۵۴، حدیث، ۲۱۳۱

[52]ایضا، حدیث ۲۱۳۳

[53]المنتقی علی الموطا، مالک بن انس جلد، ۵، ص، ۱۵، موسئۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۲

[54]رد المختار، جلد، ۵، ص، ۲۸۲، البدائع، فی ترتیب الشرائع تالیف علامہ علاوالدین ابوبکر الکاسانی، جلد، ۵، ص، ۱۲۹، مطبوعہ مطبع جمالیہ مصر ۱۳۲۸ھ

[55]مغنی المحتاج، الی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج، محمد الشربینی الخطیب، جلد، ۲، ص، ۳۸ بیروت دار احیاالتراث العربی س ن

[56]المغنیلابن قدامہ، تالیف ابی محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ والتوفی ٦۴۰ھ علی مختصر ابی قاسم عمر بن حسین بن عبداللہ احمد الخرقی، جلد، ۴، ص، ۲۲۱ مکتبۃ الریاض الحدیثۃ بالریاض، طبع اول ۱۴۰۸ھ

[57] نیل الاوطار، الشوکانی، جلد، ۵، ص، ۲۲۲دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۵

[58] ایضاً، جلد، ۵، ص، ۱٦٦

[59] ایضاً، جلد، ۵، ص، ۲۲۰

[60] ردالمختار، جلد، ۵، ص، ۲۸۲، الطریق الحکمیتہ، لابن قیم، ص، ۲۸۴

[61] المنتقی علی الموطا، جلد، ۵، ص، ۱۷

[62] ردالمختار، جلد، ۵، ص، ۲۸۳، البدائع، جلد، ۵، ص، ۱۲۹

[63] مغنی المحتاج، جلد، ۲، ص، ۳۸

[64] الدرالمختار، جلد، ۵، ص، ۲۸۳، تکملۃ الفتح القدیر الامام العلامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ) تحقیق عبد الرزاق المھدی،، جلد، ۸، ص، ۱۲۷، درالکتب العربی بیروت لبنان الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۹م

[65] مزید تفصیل، فتاوی عالمگیری، مولانا امیر علی، جلد، ۴، احتکار، ص، ۵۴۰، طبع کلکتہ، ۱۲۵۰ھ

فتاوی محمودیہ، مفتی محمود الحسن گنگوہی، تحریج و تعلیق شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان جلد، ۱٦، باب ا، احتکار، ص، ۲۳۴، دارالافتا جامعہ فاروقیہ کراچی اشاعت ۲۰۰۵م

احکام بیع، طاہر منصوری، احتکار، ص، ۱۰۳

اسلامی فقہ، منہاج الدین مینائی، احتکار، ص، ۵۴۰، اسلامک پبلی کیشنز پرائیوٹ لمیٹیڈ ۳ کورٹ سٹریٹ لوئر مال روڈ لاہور اکتوبر، ۲۰۰۵م